نومسلموں کے رویے

برطانیہ کا ایک مطالعہ

اخذ و تلخیص : مسلم سجاد

سنٹر فار اسلامک سٹڈیز استنبول کے علی کوسے (Ali Kose) نے لندن یونیورسٹی میں اپنا پی-ایچ-ڈی کا تحقیقی مقالہ Conversion to Islam: A Study of Native British Converts کے موضوع پر لکھا ہے۔ اس غیر مطبوعہ مقالے کے مختلف ابواب رسائل میں شائع ہوئے ہیں۔ ہم Islam and Christian Muslim Relations جلد ۵' عدد ۲ میں شائع شدہ Post Conversion Experiences of Native British Converts to Islam پر مبنی یہ تحریر قارئین کے مطالعہ کے لیے پیش کر رہے ہیں (مدیر)۔

مذہب انسان کو شناخت مہیا کرتا ہے اور اچھے برے کی تمیز دیتا ہے۔جدید مغربی معاشرہ میں مذہب کو غیراہم مقام دیا گیا ہے اس لیے شناخت کے لیے مذہب کا حوالہ غیر موثر ہو گیا ہے۔مذہب کی تبدیلی' دراصل ایک شناخت ترک کر کے دوسری اختیار کرنا ہے' جو سابقہ سے متضاد ہو سکتی ہے۔ اس سے عقائد و تصورات' رویے اور برتاؤ' طور طریقے' رہن سہن' غرض شخصیت کا ہر پہلو متاثر ہوتا ہے۔اس کا انحصار اس پر ہے کہ نئے مذہب سے وابستگی کتنی شدید ہے۔بعض نئے مذہب سے واجبی تعلق رکھتے ہیں اور بعض اپنے آپ کو مکمل طور پر سپرد کر دیتے ہیں۔قبول اسلام' نومسلموں کے لیے ذہنی' اخلاقی اور مذہبی لحاظ سے اعلیٰ اور بلند تر مقام حاصل کرنے کا مرحلہ ہوتا ہے اور شناخت میں واضح تبدیلی آتی ہے۔"اگر مجھے تبدیل نہیں ہونا تو میں اسلام کیوں قبول کروں؟" ایک نومسلم نے کہا کہ یہ تبدیلی اتنی فطری اور ناگزیر ہے جتنا سامنے زمین پر گھاس کا اُگنا کہ اسے روکا نہیں جا سکتا۔اس مطالعے کے لیے جن ستر افراد (۵۰ مرد' ۲۰ خواتین) سے انٹرویو لیے گئے سب صرف عقائد کے دائرہ میں ہی نہیں' طرز زندگی اور معاملات میں غیر معمولی تبدیلیوں سے گزرے ہیں'گو کہ طرز زندگی کی تبدیلیوں میں درجے کا فرق ہے۔نومسلم کے لیے اصل اہمیت زندگی کے مقصد کی ہوتی ہے۔قبول اسلام کے بعد کل زندگی ایک نئے تناظر میں دیکھی جاتی ہے۔دنیا کے بارے میں تصور بنیادی طور پر

تبدیل ہو جاتا ہے۔ ذاتی اور معاشرتی سطح پر سابقہ شناخت ترک کر دی جاتی ہے اور زندگی کو نئے سرے سے استوار کرنے کا عہد کیا جاتا ہے۔ سائمن نے کہا: "اب میرے تمام کام اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور میرے زندہ رہنے کا کوئی مقصد ہے۔ میں اسلام کو صرف نماز پڑھنے کا مذہب نہیں ' بلکہ نظریۂ حیات سمجھتا ہوں۔ اسلام آپ کی کل زندگی کا' ہر عمل کا احاطہ کرتا ہے"۔ کیرون نے کہا: "پہلے ہمیشہ ہر وقت ایک کمی کا احساس ہوتا تھا۔ معلوم نہیں کس کمی کا' لیکن اب ہر چیز ٹھیک اپنی جگہ پر ہے۔ یہ سب سے اچھی بات ہوئی ہے"۔

کلمہ شہادت ادا کرنے کے بعد عموماً پہلا کام نام کی تبدیلی ہوتا ہے۔ یہ نئے مذہب کے ساتھ تعلق اور شناخت کی ظاہری علامت ہے اور اس سے مسلمانوں کی برادری میں تعلقات قائم کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔ ایسا کرنا لازمی نہیں ہے الا یہ کہ سابقہ نام کا کوئی برا مفہوم ہو۔ ۷۰ میں سے ۵۷ (۸۱ فی صد) کے اب اسلامی نام ہیں' جب کہ ۱۳ (۱۹ فی صد) کے نہیں ہیں۔ جن کے اسلامی نام ہیں وہ عموماً مسلمانوں کے درمیان یہ نام استعمال کرتے ہیں۔ روز مرہ زندگی میں پرانا نام ہی کام دیتا ہے۔ صرف ۴ (۶ فی صد) نے قانونی طور پر نام تبدیل کیا ہے اور صرف اس کو استعمال کرتے ہیں۔ جنھوں نے نام تبدیل نہیں کیا ہے' ان کا کہنا ہے کہ ایسا اس لیے کیا ہے تاکہ لوگوں کو یہ بتایا جا سکے کہ انگریز اور مسلمان دونوں ساتھ ساتھ ہونا ممکن ہے۔

ایک تاثر یہ ہے کہ مذہب تبدیل کرنے والے اپنی سابقہ زندگی کے گناہوں اور بداخلاقیوں کو بڑھا کر بتاتے ہیں تاکہ موجودہ زندگی کے خوب تر ہونے کا اظہار ہو سکے۔ زیر جائزہ نو مسلموں نے عموماً سابقہ زندگی کو گناہوں کی زندگی کی حیثیت سے بیان نہیں کیا بلکہ بے مقصد' جاہلانہ' غلط سمت میں جانے والی قرار دیا۔ ۲۵ (۳۶ فی صد) سابقہ زندگی کو مسترد نہیں کرتے بلکہ موجودہ زندگی کو اس کی تکمیل قرار دیتے ہیں۔ صرف ۱۲ (۱۷ فی صد) نے ماضی کے حوالے سے اپنے کو گناہ گار قرار دیا۔ ۱۲ (۱۷ فی صد) نے بے مقصد' ۸ (۱۱ فی صد) نے گم گشتہ راہ' ۶ (۸ فی صد) نے لاعلمی کا شکار اور ۷ (۱۰ فی صد) نے غلط سمت میں جانا بیان کیا۔ سب ہی نے سابقہ زندگی کو اپنے راہ راست پر آنے کی وجہ قرار دیا۔ "میری سابقہ زندگی ضروری تھی اس لیے کہ جو کچھ پہلے گزرا ہے وہی مجھے موجودہ حالت تک لایا ہے"۔ "اگر میری سابقہ زندگی نہ ہوتی تو میں موجودہ مرحلہ تک نہ پہنچا ہوتا"۔ یہ اسلامی تعلیمات کا اثر ہے کہ نو مسلم اپنے کو اب سابقہ گناہوں سے پاک صاف سمجھتے ہیں۔

نو مسلموں کے لیے' کلمہ پڑھنے کے بعد' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا قرار دینے کا یا تثلیث کا عقیدہ ختم ہو گیا ہے۔ اب حضرت عیسیٰ نبیوں میں سے ایک نبی ہیں جو آسمان پر اٹھا لیے گئے ہیں۔ نو مسلم سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد ایک ہی ہیں۔ اسلام

عیسائی یہودی عقیدے کا تسلسل ہے، ان کی نفی نہیں ہے۔ "مجھے اسلام کی اخلاقی تعلیمات میں کوئی مشکل اس لیے پیش نہیں آتی کہ بہت کچھ عیسائیت کی اخلاقی تعلیمات سے مشابہ ہے"۔ عموماً سب ہی نے قبول اسلام سے پہلے تیاری کا عرصہ گزارا، اس لیے کسی کو اچانک نئے طریقے اختیار نہیں کرنے پڑے۔ وہ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ اسلام بہت سی پابندیاں لگاتا ہے اور وہ انھیں قبول کرنے کے لیے تیار ہیں۔ بعض نے تیاری کے بغیر، اور اسلام اور اسلامی تعلیمات کے بہت کم علم کے ساتھ قبول کیا۔ انھیں عربی میں نماز پڑھنا سیکھنا پڑی۔ بعض نے بتایا کہ وہ کچھ عرصے نماز انگریزی میں بھی پڑھتے رہے۔ کچھ نے کئی باتوں کو جوش و خروش کے ساتھ جلدی سیکھا اور کچھ نے تدریج کے ساتھ آہستہ آہستہ۔

۳۴ (۴۹ فی صد) افراد اب پانچ وقت کی نماز پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ ۳۶ (۵۱ فی صد) پابندی سے ادا نہیں کرتے گو یہ سمجھتے ہیں کہ انھیں ایسا کرنا چاہیے۔ سب نے بتایا کہ وہ جمعہ کی نماز ضرور ادا کرتے ہیں۔ ۱۹ (۲۷ فی صد) نے بتایا کہ وہ رمضان میں روزے باقاعدگی سے نہیں رکھتے، جب کہ ۵۱ (۷۳ فی صد) پورے ماہ کے روزے رکھتے ہیں۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نومسلم ابتدائی طور پر اسلام کے مثبت کے مقابلے میں منفی احکامات کی زیادہ پابندی کرتے ہیں۔ نماز اور روزہ کے مقابلے میں وہ سور کے گوشت، شراب اور زنا سے پرہیز کا اہتمام زیادہ کرتے ہیں۔ برنارڈ نے کہا: "میں نے شراب نوشی فوراً ترک کر دی لیکن نماز شروع کرنے میں ایک سال لگا"۔ صرف چھ نے کہا کہ وہ کبھی کبھی شراب پی لیتے ہیں۔

لباس کے مسئلے کی اصل مشکل خواتین کے لیے تھی۔ ۲۰ میں سے ۱۴ (۷۰ فی صد) اسکارف باندھتی ہیں، لیکن سب ہی لمبی آستین، بند گلا اور گھٹنے سے نیچے تک اسکرٹ پہنتی ہیں۔ ربیکا کے خیال میں اسکارف اتنا ضروری نہیں۔ وہ داخلی تبدیلی پر زور دیتی ہے۔ اس کے لیے اسکارف پہننا اس لیے بھی مشکل ہے کہ "وہ انگریز ہے"۔ "اگر آپ انگریز ہیں، اور آپ کی اس ملک میں پرورش ہوئی ہے اور آپ مسلمان ہو جاتی ہیں تو آپ کو کچھ راستے خود نکالنا ہوتے ہیں، اس لیے کہ آپ انگریز تو بدستور رہتی ہیں۔ میں محسوس کرتی ہوں کہ میں جس معاشرہ میں رہتی ہوں، اس کی روایات اور معمولات کا لحاظ مجھے رکھنا ہوگا۔ مجھے خود طے کرنا ہوگا کہ کیا لباس مناسب ہے۔ جب میں باہر جاتی ہوں تو اسکارف نہیں پہنتی اس لیے کہ میں نہیں چاہتی کہ لوگوں کی توجہ کا مرکز بنوں"۔

۵۰ میں سے ۳ مردوں (۶ فی صد) نے بھی لباس مکمل طور پر تبدیل کر لیا اور عبا اور صافہ اختیار کر لیا۔ تصوف سے متاثر سب افراد نے اور دوسروں میں سے نصف نے داڑھی رکھ لی۔ ۵۰ مرد نومسلموں میں سے ۱۶ (۳۲ فی صد) نے قبول اسلام کے بعد ختنہ کروایا جب کہ ۲۴ (۴۸ فی صد) نے نہیں کروایا۔ ۱۰ (۲۰ فی صد) پہلے ہی مختون تھے۔

نو مسلموں میں دونوں طرح کے لوگ ہیں ' ایسے بھی جنھوں نے سابقہ عادات اور رویوں کو یکدم ترک کر دیا اور ایسے بھی جنھوں نے سابقہ عادلت کو برقرار رکھا ہے ۔ ماضی کی عادلت و اقدار کا ترک یکدم نہیں ہوتا۔ یہ ایک مسلسل عمل ہے ۔ ایک دلچسپ سوال یہ ہے کہ آیا نو مسلم ' پیدائشی مسلمانوں سے بہتر مسلمان ہیں ؟ بد قسمتی سے اس سلسلے میں کوئی تقابلی مطالعہ نہیں کیا گیا ہے ۔ تاہم ایک ذاتی تاثر یہ ہے کہ بہت سے پیدائشی مسلمانوں کے مقابلے میں نو مسلم اپنے مذہب کو زیادہ سنجیدگی سے لیتے ہیں ۔

نو مسلم ایک نئی برادری کا حصہ بن جاتا ہے ۔ بیش تر لوگوں نے بتایا کہ نئی برادری نے ان کو دل سے خوش آمدید کہا ' حوصلہ افزائی کی اور رہنمائی فراہم کی اس لیے کہ انھوں نے اپنے معاشرے کے علی الرغم ان کا مذہب خوشی سے قبول کیا تھا۔ ہرے کرشنا جیسے بعض مذاہب اختیار کرنے سے فرد سابقہ معاشرے سے بالکل کٹ کر رہ جاتا ہے لیکن اسلام قبول کرنے والے اپنے کو اس معاشرے کا فرد سمجھتے ہیں ' سب سے الگ نہیں ہو جاتے ۔ انھیں ایک طرف اپنے مقامی ماحول کا شعور و ادراک ہوتا ہے ' اور ساتھ ہی جس مذہب کو انھوں نے اختیار کیا ہے اس کی آفاقیت سے بھی وہ آگاہ ہوتے ہیں ۔ اکثر اپنا نام اور پیشہ برقرار رکھتے ہیں ۔ انھیں مسلمان اور انگریز یا برطانوی ہونے اور اس معاشرے میں رہتے رہنے میں کوئی تضاد محسوس نہیں ہوتا۔

تبدیلی مذہب کو برقرار رکھنے میں شادی کا فیصلہ کن کردار ہوتا ہے ۔ قبول اسلام کے بعد جنھوں نے شادی کی ہے ' ان سب نے سوائے ایک کے (۶۸ فی صد) مسلمانوں سے شادی کی ۔ ۲۱ فی صد نے نو مسلموں سے شادی کی ۔ تقریباً تمام غیر شادی شدہ افراد نے کہا کہ وہ مسلمان سے شادی کریں گے ۔ صرف ۴ کے نزدیک شادی کے فیصلہ میں مذہب کی اہمیت نہیں ہے ۔

کسی شخص کا تہذیبی تشخص نہایت نازک معاملہ ہوتا ہے ' مرضی کے خلاف تبدیلی کی کوشش سے ناخوشگوار صورت پیدا ہو سکتی ہے ۔ مقامی انگریزوں کے مسلمان ہونے سے یہ مسئلہ سامنے آیا ہے کہ آیا وہ اسلام کو مغرب زدہ کر دیں گے یا اپنے اردگرد مسلمانوں کی تہذیب میں خود جذب ہو جائیں گے کیا وہ اپنا کلچر تبدیل کر لیں گے ؟ اس کا جواب مختلف نو مسلموں کے لحاظ سے مختلف ہے ۔ اسلام قبول کرنے کا لازمی مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اب انگریز یا برطانوی نہیں رہے ۔ ایک نو مسلم کی زندگی میں ایسی عیسائی مذہبی روایات مل سکتی ہیں جو اسلام کے خلاف نہیں ہیں ۔ ایک مثال کے طور پر ' بعض نو مسلموں نے بتایا کہ وہ کرسمس کو ایک نبی ' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم ولادت کے طور پر مناتے ہیں اور اپنے اہل خاندان سے تحائف کا تبادلہ کرتے ہیں ۔ یہ نو مسلم برطانیہ میں اسلام پر عمل کرنے کے ایسے طریقے معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ اسی معاشرہ میں مناسب طور پر رہ سکیں ۔ جینٹ کے بقول آپ اتنا سخت نہیں ہو سکتے کہ یہاں رہ ہی نہ سکیں ۔ نو مسلموں نے اپنا کلچر

تبدیل نہیں کیا ہے گو کہ بعض تبدیلیاں ضرور آئی ہے۔ وہ نہیں سمجھتے کہ مسلمان ہونے سے وہ عرب یا پاکستانی بھی ہو گئے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اب بھی انگریز یا برطانوی ہیں اور مسلمان ہونے سے پہلے یا بعد ان کے کلچر میں کوئی تضاد پیدا نہیں ہوا ہے۔ جس طرح کوئی مصری مسلمان یا پاکستانی مسلمان ہوتا ہے اسی طرح وہ برطانوی مسلمان ہیں۔ رچرڈ کے مطابق: مجھے انگریز ہونے پر فخر ہے۔ پاکستانی ہونے سے میں اسلام کے زیادہ قریب نہیں آجاتا۔ اسٹیو کے مطابق: اسلام اور مغربی دونوں تہذیبوں سے تعلق میں یہ فائدہ ہے کہ دونوں کی اچھی چیزیں اختیار کی جا سکتی ہیں۔ لیکن بہرحال دو تہذیبوں سے تعلق مسائل پیدا کرتا ہے: آپ مسجد میں داخل ہوئے ہیں اور ہر آپ کی طرف گھوم کر آپ کو گھورنے لگتا ہے گویا کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو نہیں، بلکہ ایشیائی علاقے میں آنے والے ایک سفید فام کو دیکھ رہا ہے۔

نو مسلم کسی مخصوص مسلم برادری سے تعلق استوار کرنے کے بجائے وسیع تر مسلم برادری اور آفاقی رشتہ اخوت سے وابستگی کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ وہ اپنے اردگرد کی مسلمان آبادیوں کے کلچر میں اپنے لیے مناسبت نہیں پاتے۔ ان کا کہنا ہے کہ مختلف نسلی گروہوں کے کلچر کے بعض عناصر اسلام میں داخل ہو گئے ہیں اور اس کا حصہ سمجھے جاتے ہیں۔ وہ اسلام کو دیگر نسلی پس منظر کے مسلمانوں سے مختلف انداز سے دیکھتے ہیں، اور مسلم آبادیوں میں رائج غیر اسلامی رواجوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ مسلمان اپنے کلچر کو اپنے مذہب سے کنفیوز کرتے ہیں۔ "بہت سے پیدائشی مسلمان اسلام کے اپنے مخصوص تصورات رکھتے ہیں جو ان کی تہذیبی روایت، قدامت پسندی یا اسلام کے علاوہ کسی دوسری چیز کے عکاس ہیں"۔

اس سوال کے جواب میں کہ کیا وہ یہ خواہش رکھتے ہیں کہ مسلمان خاندان یا مسلمان ملک میں پیدا ہوئے ہوتے؟ ۵۱ (۷۳ فی صد) نے کہا: نہیں۔ صرف ۱۹ (۲۷ فی صد) نے کہا: ہاں۔ ہاں کہنے والے وہ تھے جنھوں نے قبول اسلام سے قبل زندگی میں تکلیفیں اٹھائی تھیں اور نہیں کہنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہوتا تو وہ اسلام اور مسلمانوں کے کلچر کے فرق کو نہیں سمجھ سکتے تھے اور قبول اسلام کے جاں فزا تجربے سے نہ گزرتے۔ اب انھیں یہ فخر ہے کہ انھوں نے سب کچھ دیکھ کر، چکھ کر، مسترد کر کے اسلام قبول کیا ہے۔ وہ پیدائشی مسلمانوں کے مقابلے میں اسلام کو بہتر طور پر سمجھتے ہیں اس لیے کہ ان کے اسلام میں غیر اسلامی کلچر کی آمیزش ہے۔

غیر مسلم معاشرہ میں قبول اسلام بعض نو مسلموں کے لیے سوشل بائیکاٹ کی صورت حال پیدا کر سکتا ہے۔ اعزہ اور احباب کے اعتراضات بعض اوقات نو مسلم کو زیادہ پختہ کر دیتے ہیں۔ ایک نو مسلم نے اسلام کو قانونی طور پر اس لیے اختیار کیا کہ دوستوں اور رشتہ داروں پر واضح ہو جائے کہ اس نے اسلام کو ہمیشہ کے لیے قبول کیا ہے۔

اولاد کے قبول اسلام پر والدین کے ردعمل کو تین قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ (۱) جن کے خیال میں ان کے لیے ان کی یہ اولاد مرگئی ہے۔ ایک کے باپ نے دو سال تک بات نہیں کی۔ ۱۳ (۱۹ فی صد)۔ (۲) غیر جانبدارانہ عدم دلچسپی کا رویہ۔ ۲۲ (۱۳ فی صد)۔ (۳) جنھوں نے اولاد کے اس اقدام کو پسند کیا ۱۰ (۱۴ فی صد)۔ ان کے خیال میں اسلام پر عمل کرنے سے ان کی اولاد بہتر انسان بن گئی۔ دو نو مسلموں نے اپنی والدہ کو بھی دو سال کے عرصے میں مسلمان کر لیا۔ ۱۷ (۲۴ فی صد) نو مسلموں کا والدین سے اتنا رابطہ نہ تھا کہ ردعمل کا سوال پیدا ہوتا۔ ۸ (۱۱ فی صد) نے والدین کو اطلاع ہی نہیں دی۔ قبول اسلام پر دوستوں کے ناخوشگوار رویے سامنے آئے۔ بعض نے نو مسلموں کے ساتھ تحقیر کا رویہ اختیار کیا۔ عموماً کوئی دشمنی پیدا نہیں ہوئی اور دوستیاں آہستہ آہستہ ختم ہوگئیں۔ بیشتر صورتوں میں نو مسلم نے نہیں بلکہ سابقہ دوستوں نے دوستی ختم کی۔ بعض دوسری صورتوں میں خود نو مسلموں بھی اسے ختم کرنے کی خواہش رکھتے تھے اس لیے کہ اس صورت میں وہ اپنی نئی شناخت کو قائم نہ رکھ سکتے تھے۔ کچھ کی دوستیاں اب بھی سابق دوستوں سے قائم ہیں۔

چھوٹی جگہوں پر ایک کے معاملات سب کے ساتھ مشترک ہوتے ہیں۔ ایسی جگہوں پر نو مسلموں کو ماحول میں کشیدگی سے سابقہ پیش آیا۔ جو نو مسلم ایسے مقامات پر رہتے تھے' جہاں مسلمان آبادیاں ہیں' وہاں انھیں کم دباؤ برداشت کرنا پڑا بنسبت ان علاقوں کے جہاں مسلمان آباد نہیں ہیں۔ چارلس کو ایسے مقام پر منتقل ہونا پڑا جہاں مسلمان آباد نہ تھے۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ بالکل اجنبی جگہ آگیا ہے۔

اس مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قبول اسلام سے ہر فرد کے اندر بنیادی تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ ان کے درجے میں' نو مسلم کی وابستگی کے تناسب سے فرق تھا۔ یہ تبدیلیاں مسلسل عمل ہیں اور برطانیہ کے تہذیبی تناظر میں جاری ہیں۔

[برطانوی مسلمانوں کی تعداد ۳ سے ۵ ہزار تک بتائی جاتی ہے اور اس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ اس مطالعہ کے لیے ۷۰ افراد سے انٹرویو لیے گئے یہ سب انگلینڈ میں رہائش پذیر ہیں۔

۶۶ کا عیسائی پس منظر ہے اور ۴ کا یہودی۔ عمریں ۱۷ سے ۶۶ برس تک ہیں۔ قبول اسلام کے بعد کی مدت ایک ہفتہ سے ۴۸ برس تک ہے۔ مذہب تبدیل کرنے والے عموماً پست طبقے سے آتے ہیں۔ لیکن اسلام کے معاملہ میں ایسا نہیں۔ عموماً ان کا تعلق معاشی اور تعلیمی لحاظ سے اچھی سطح سے ہے۔ ۴۰ فی صد گریجوٹ ہیں' ۱۳ فی صد کے پاس ماسٹر کی ڈگری ہے اور ۷ ڈاکٹریٹ کیے ہوئے ہیں۔ ۴۰ فی صد کی کالج کی تعلیم نہیں ہے۔ معاشی لحاظ سے ۴ فی صد اپر مڈل کلاس' ۴۶ فی صد مڈل کلاس' ۱۱ فی صد لوئر مڈل کلاس اور ۲۴ فی صد ورکنگ کلاس سے تعلق رکھتے ہیں۔ قبول اسلام کے وقت ۴۰ غیر شادی شدہ تھے' ۲۳ شادی شدہ تھے' ۷ طلاق یافتہ تھے]۔